فتویٰ

کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت

تحقیق

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت علامہ شیخ الحدیث

مفتی محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی

بانی و شیخ الحدیث جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور پاکستان

اور ملاحظہ ہو دستور العلماء او جامع العلوم فی اصطلاحاتِ الفنون جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے کہ

عَدَمُ الدَّلِیْلِ عَلٰی وُجُوْدِ الشَّیْءِ لَا یُوْجِبُ نَفْیَهٗ لِاَنَّ عَدَمَ الْعِلْمِ بِالشَّیْءِ لَا یَسْتَلْزِمُ عَدَمَهٗ فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ دَلِیْلُهٗ مَوْجُوْدًا فِیْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعْلُوْمًا لَّنَا۔

یعنی کسی چیز کے وجود کی دلیل نہ ملنے سے اُس چیز کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ کسی چیز کا علم نہ ہونا اس چیز کے نفس الامر میں نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حقیقت میں اُس چیز کی دلیل موجود ہو اگر چہ ہماری کم علمی و کم فہمی کی وجہ سے ہمیں معلوم نہ ہو۔

امام محقق علی الاطلاق شرح فتح القدیر علی الہدایہ جلد اول صفحہ ۲۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں فرماتے ہیں

عَدَمُ النَّقْلِ لَا یَنْفِیْ الْوُجُوْدَ

یعنی منقول نہ ہونا وجود (شے) کی نفی نہیں کرتا۔

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۵۵۰ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور، میں فرماتے ہیں کہ عدمِ وِجدان عدمِ وجود کو مستلزم نہیں۔ خصوصاً ابنائے زماں میں۔

یعنی کسی کو کوئی چیز مل نہ سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ چیز بالکل ہے ہی نہیں۔

آگے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۸ صفحہ ۵۵۱ پر اعلیٰ حضرت، امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں کہ

عَدَمُ الثُّبُوْتِ لَا یَلْزَمُ مِنْهُ اِثْبَاتُ الْعَدَمِ

یعنی عدمِ ثبوت سے اثباتِ عدم لازم نہیں آتا۔

آگے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ مائۃ حاضرہ، مؤیّدِ ملتِ طاہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بڑھیا کے زیرِ بحث مسئلہ کو بالکل ہی حل فرمادیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عدمِ ثبوت مان بھی لیں تو اس کا صرف یہ حاصل ہے کہ منقول نہ ہوا پھر عُقلاء کے نزدیک عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہٖ حضور پُرنور ﷺ سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس ﷺ نے کیا بھی نہ ہو۔

دیکھئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۸ صفحہ ۵۵۱ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

مؤلفۃ القلوب کا مسئلہ

ابتدائے اسلام میں کچھ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے یا اسلام پر باقی رکھنے یا اُن کے شر سے بچنے کے لیے مدّ زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۹)

اور اسے حضورِ اکرم ﷺ ہی تقسیم فرماتے تھے۔ جب اسلام ایک طاقت بن گیا، تو اس وقت ایسے لوگوں کو حصہ دینے کی ضرورت